

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تِلْكَ مِنْ آيَاتِ الْغَيْبِ نُوْحِيهَا إِلَيْكَ (القرآن)

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے لفظ ”نبی“  
کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

# النَّبِيُّ كَاتِبٌ صَحِيحٌ مَعْنًى وَمَفْهُومٌ

ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں ”النَّبِيُّ“ کے ترجمہ ”غیب کی خبریں دینے والا“ پر  
معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات

از قلم۔

عزہ الیٰ ذماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ



ALAHAZRAT NETWORK

اعلٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ (القرآن)

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

نے لفظ ”نبی“ کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

www.alahazratnetwork.org

# النَّبِيُّ کا صحیح معنی و مفہوم

اذ قلم۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں ”النبی“ کے ترجمہ ”غیب کی خبریں دینے والا“ پر معاندین کے

تمام اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات

پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

نام کتاب :	النَّبِيُّ كَمَا صَحَّحَ مَعْنَى وَ مَفْهُوم
تصنیف :	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
کمپوزنگ :	ظلیل احمد رانا، جہانیاں، پاکستان
ای۔میل :	khalilahmadrana@yahoo.com
ٹائٹل :	راؤ ریاض شاہد رضا قادری
زیر سرپرستی :	راؤ سلطان مجاہد رضا قادری

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

## پیش کش : اعلیٰ حضرت نیت ورک

E-mail: [fikrealahazrat@yahoo.com](mailto:fikrealahazrat@yahoo.com)

برائے :

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَ عَلَىٰ لِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

ابھی چند روز پہلے اسی رمضان شریف (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) میں فیصل آباد سے ایک پمفلٹ کی فوٹو کا پی بذریعہ ڈاک موصول ہوئی، اس پمفلٹ کا لکھنے والا کوئی شدید معاند معلوم ہوتا ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی بغض ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین کو ملتِ بریلویہ سے تعبیر کرتا ہے۔

معاند مذکور نے مسئلہ علم غیب کے ضمن میں لکھا ہے:

(۱) اصطلاحی نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے نہیں۔

(۲) اصطلاحی نبی **نَبَأً** سے ماخوذ نہیں، بلکہ اصطلاحی نبی **نَبُوَّةً** یا **نَبَاوَةً** سے ماخوذ

ہے، اُس نے اپنی تائید میں ائمہ لغت کی جو عبارات نقل کیں، سب میں قطع و برید اور انتہائی خیانت سے کام لیا اور بعض مقامات پر اپنی جہالت کا بھی مظاہرہ کیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

پمفلٹ مذکور میں بروایت حاکم ایک اعرابی کا یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ **نَبِی اللہ** کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ **نَبِی اللہ** نہیں، بلکہ بغیر ہمزہ کے **نَبِیُّ**

ایمرا دوست قدرت : یعنی ملائکہ : یعنی شیطے سے

اللہ ہوں۔

معاند نے اس کے معنی بیان کرنے میں انتہائی خیانت سے کام لیا اور اس بارے میں محدثین اور اہل لغت کے اقوال اور بالخصوص یہ قول کہ اعرابی کی یہ روایت صحیح نہیں، بلکہ ضعیف اور منقطع ہے، از روئے خیانت نقل نہیں کیا اور حاکم کے متساہل ہونے کو بھی نظر انداز کر دیا، ان شاء اللہ ہم ان سب حقائق کو دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اس معاند نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نَحْي** کو لغت ردی بمعنی غیر فصیح قرار دیا۔

[www.al-hazratnetwork.org](http://www.al-hazratnetwork.org)

پھر مزید جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر ہمزہ لفظ **نَحْي** کو **نَحْي** بالہمزہ سے بلاغت کے اعتبار سے زیادہ بلیغ کہا، صرف یہی نہیں، بلکہ بعض ائمہ کے کلام میں لفظ **اجود** نقصان جودت کے معنی میں سمجھا اور ہمزہ کے ساتھ لفظ **نَحْي** کی فصاحت کے خلاف بطور استدلال کہا کہ قرآن مجید میں **نَحْي** بلا ہمزہ آیا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ ہمزہ کے ساتھ **نَحْي** پورے قرآن میں حضرت امام نافع کی قرآۃ ہے اور یہ قرآۃ اُن سات قرأتوں میں سے ہے جو سب متواتر ہیں اور اُن کے متواتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی تفصیل آ رہی ہے۔

علاوہ ازیں اس معاند نے امام راعب اصفہانی اور صاحب روح المعانی پر بہتان باندھا کہ اعرابی کا منشاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہانت کا الزام لگانا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنکیر فرما کر غیب دانی اور کہانت کے الزام سے اپنی بریت کا اعلان فرمادیا، اس عبارت

میں انکار کی بجائے تنکیر کا لفظ معاند کی جہالت ہے اور اس مضمون کا امام راغب اور صاحب روح المعانی کی طرف منسوب کرنا، ان دونوں بزرگوں پر بہتان تراشی ہے، نہ امام راغب نے اعرابی کی روایت مذکورہ کا یہ مفہوم بیان کیا اور نہ صاحب روح المعانی نے **وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ مُوسٰی** کے تحت اس کہانت اور غیب دانی کا کوئی ذکر کیا۔

مبارات علماء میں اس معاند کی قطع و مؤید اور خیانت کے ساتھ اس کی جہالت کی تفصیل میں جانے سے پہلے نبی اور رسول کی تعریف علمائے متکلمین کی زبان سے سن لیجئے، اُس کے بعد لفظ ”غیب“ اور لفظ ”نبی“ پر مفسرین دُخْشِین اور ائمہ لغت کی عبارات ملاحظہ فرمائیے، معاند کی خیانت آپ کے سامنے بے نقاب ہو کر آ جائے گی۔

(۱) نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی نے

فرمایا:

**”هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللهُ اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيغِ الْاَحْكَامِ“**

(نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف

مبعوث فرمایا)۔

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ، یا اعتقادی، مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں، وہ سب غیب ہیں، جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے، اس



تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں، اب لفظ غیب پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیے:

(۲) امام نسفی نے ”بالغیب“ کے تحت فرمایا:

”مَا غَابَ عَنْهُمْ مِمَّا آتَاَهُمْ بِهِ نَبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ أَمْرِ الْبَعْثِ

وَالنُّشُورِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذَلِكَ“ (مدارك، جلد ۱، صفحہ ۲۱)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جس کی خبر حضور نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو دی، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ)۔

(۳) امام قرطبی نے اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد

اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا:

”وَقَالَ الْآخَرُونَ الْقُرْآنَ وَمَا فِيهِ مِنَ الْغُيُوبِ وَقَالَ الْآخَرُونَ الْغَيْبُ كُلُّ

مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِمَّا لَا تَهْتَدِي إِلَيْهِ الْعُقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ

السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ“۔

(ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن اور اس کے غیوب ہیں، دوسرے

علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو

انسانی عقول سے بالاتر ہیں جیسے علامات قیامت، عذاب قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت

اور دوزخ)۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”وَهَذِهِ الْأَقْوَالُ لَا تَعَارِضُ، بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلَى جَمِيعِهَا“۔ (قرطبی، جلد ۱، صفحہ ۱۶۳)

(یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔  
انتہی)

(۵) بیضاوی میں یُوْمُنُونَ بِالْغَيْبِ کے تحت ہے:

”وَالْمُرَادُ بِهِ الْغَيْبُ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا يَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ“  
(بیضاوی، صفحہ ۱۸)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔  
انتہی)

اس کے بعد لفظ غیب پر ہم ائمہ لغت کی عبارات نقل کرتے ہیں:

(۶) لغت قرآن کے عظیم و جلیل امام شیخ ابوالقاسم الحسین الراغب الاصفہانی ”الغیب“ کے تحت فرماتے ہیں:

”وَالْغَيْبُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمُنَ بِالْغَيْبِ مَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِ وَلَا تَقْتَضِيهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ، وَ إِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْأَنْبِيَاءِ“۔ انتہی (مفردات امام راغب، صفحہ ۳۷۳)



**يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ** میں **الغيب** سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس اور عقول سے بالاتر ہوں، انبیاء کی خبر کے بغیر ان کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

(۷) لغت عرب کے امام الائمۃ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافرقی المصری اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”لسان العرب“ میں اور شارح قاموس امام لغت، الامام محبت الدین ابو الفیض سید محمد مرتضیٰ الحسینی الواسطی الزبیدی لکھی اپنی عظیم و جلیل تصنیف ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

”قَالَ ابُو اسْحَاقَ الدَّجَاجُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اَيُّ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ، فَاَخْبَرَ هُمْ بِهٖ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَ كُلِّ مَا غَابَ عَنْهُمْ، مِمَّا اَتَاَهُمْ بِهٖ فَهُوَ غَيْبٌ“۔ (لسان العرب، جلد ۱، صفحہ ۶۵۴۔ تاج العروس، جلد ۱، صفحہ ۴۱۶)

(**يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ** کی تفسیر میں ابواسحاق زجاج نے کہا، وہ ہر اس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دی، مرنے کے بعد اٹھنے، جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی انہیں خبر دی، وہ غیب ہے)۔

ائمہ تفسیر و ائمہ لغت کی ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی و رسول کہتے ہیں۔

اب ہم لفظ **النَّبِيُّ** پر علماء مفسرین اور علمائے لغت کی عبارات پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

(۸) الامام محی السنہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالحازن **وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ** کے تحت فرماتے ہیں:

**النَّبِيُّ مَعْنَاهُ الْمُخْبِرُ مِنْ أَنْبَاءِ يُسَبَّى، وَقِيلَ هُوَ بِمَعْنَى الرَّفِيعِ مَا خُوِذَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ** انتہی (حازن، جلد ۱، صفحہ ۵۴)

یعنی ”النَّبِيُّ“ کے معنی ہیں (خبر دینے والا) یہ **أَنْبَاءٌ**، **يُسَبَّى** سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ وہ **الرَّفِيعِ** (بلند رتبہ) کے معنی میں ہے، **النَّبُوَّةُ** سے ماخوذ ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں۔ اچھی۔

(۹) علامہ نسفی نے **وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ** کے تحت فرمایا: **بِالْهَمْزَةِ نَافِعٍ وَكَذَابًا** **بَدَ - انتہی۔** (مدارك، ج ۱، ص ۵۴)

یعنی **النَّبِيِّينَ** ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ نافع کی قرأۃ ہے۔

نافع نے لفظ **النَّبِيُّ** کو پورے قرآن کریم میں ہمزہ کے ساتھ پڑھا، خواہ مفرد ہو یا جمع۔

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت فرمایا:

**قَرَأْنَا فِعْ بِهَمْزَةِ "النَّبِيِّينَ" "وَالنَّبِيِّ" "وَالْأَنْبَاءِ" "وَالنَّبُوَّةَ" وَتَرَكَ**



الْقَالُونَ الْهَمْزَةُ فِي الْأَحْرَابِ "لَيْسَ أَنْ ارَادَ" "وَيُوتُ النَّبِيُّ إِلَّا" (الآية) فِي الْوَصْلِ حَاصَّةٌ بِنَاءٍ عَلَى أَصْلِهِ فِي الْهَمْزَتَيْنِ الْمَكْسُورَتَيْنِ وَإِذَا كَانَ مَهْمُوزًا فَمَعْنَاهُ الْمُخْبِرُ مِنْ أَبَا يُسَى وَبَنِي يُسَى وَالْبَاقُونَ بَتَرَكِ الْهَمْزَةِ فَحِينَئِذٍ تَرَكِ الْهَمْزِيَّةُ إِمَّا أَنْ يَكُونُوا لِسِتْخَفِيفٍ لِكثْرَةِ الْأَسْتِعْمَالِ أَوْ يَكُونُ مَعْنَاهُ الرَّفِيعُ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهِيَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ. انتهى (تفسير مظہری، جلد ۱، ص ۷۶)

اہم نافع نے ”لَيْسَ“ ”النَّبِيُّ“ ”الْبَنَاءُ“ اور ”النَّبُوَّةُ“ کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے شاگرد قائلون نے سورۃ ابراہیم کی دو آیتوں ”لَنْ نَسِيَّ أَنْ ارَادَ“ اور ”يُوتُ النَّبِيُّ إِلَّا“ میں خاص حالت وصل میں ہمزہ ترک کر دیا، اپنے اس قاعدہ کے مطابق کہ جب دو ہمزہ مکسور جمع ہو جائیں، تو پہلے کو ”یا“ سے بدل دیا جاتا ہے، (چونکہ یہاں اس سے پہلے ”یا“ تھی، اس لئے اُسے ”یا“ میں مدغم کر دیا) تو جب لفظ ”نبی“ مہموز یعنی ہمزہ کے ساتھ ہو تو اُس کے معنی ”مخبر“ ہیں، اَبَا، يُسَى، بَنَاءُ، يُسَى سے ماخوذ ہے اور ائمہ قرآن نے ترک ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُس وقت ترک ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کے لئے ہوگا یا اس کے معنی الرَّفِيعُ (بلند مرتبہ) ہوں گے، نبوۃ سے ماخوذ ہوگا اور اس کے معنی بلند مقام کے ہیں۔ انتہی۔

(۱۱) اہم قرطبی فرماتے ہیں:

وَقَرَأَنَاهُ "السَّيِّئِينَ" بِالْهَمْزِ حَيْثُ وَقَعَ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِي مَوْضِعَيْنِ فِي سُورَةِ الْأَحْرَابِ "إِنْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَدَ" وَ"لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا





اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ“ فَإِنَّهُ قَرَأَ بِلا مَدٍّ وَلَا هَمَزٍ، وَإِنَّمَا تَرَكَ هَمَزَ هَدْيٍ لِاجْتِمَاعِ هَدْيَيْنِ مَكْسُورَتَيْنِ وَتَرَكَ الهمزة فِي جَمِيعِ ذَلِكَ الْبَاقُونَ، فَأَمَّا مَنْ هَمَزَ فَهُوَ عَبْدُهُ مِنْ آبَاءِ الْأَخْبَرِ وَاسْمُ قَاعِلِهِ مُسِيٌّ وَقَدْ جَاءَ فِي جَمْعِ نَبِيٍّ بِيَاءً.

وقال العباس بن مرداس السلمي يمدح النبي صلى الله عليه وسلم

يَا حَاتِمَ النَّبِيَاءِ أَنْكَ مُرْسِلٌ

بِالْحَقِّ كُلُّ هُدًى الثَّبِيلِ هَدَاكَ

هذا معنى قراءة الهَمَزِ، وَخَسَفَ نَسْتَوُونَ بِتَرْكِ الهمزِ، فَصَنَعُوا مِنْ

اشْتِقَاقٍ مِنْ هَمَزٍ، ثُمَّ سَهَّلَ الهمزِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ بِيَاءِ يَسُوءُ

إِذَا ظَهَرَ، فَالْيُ مِنَ الثَّوَةِ وَهُوَ الْإِزْتِمَاعُ فَمِرْلَةٌ النَّبِيِّ رَفِيعَةٌ

اور امام نافع نے **النَّبِيِّ** ہمزہ کے ساتھ پڑھا، جہاں بھی قرآن میں یہ لفظ واقع ہوا،

سواد وجگہ کے، سورہ احزاب کی آیت ”اَنْ وَهَبْتُ لِنَفْسِهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ ارَادَ“ اور ”لَا تَدْخُلُوا

بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ“ انہوں نے ان دونوں آیتوں میں لفظ **النبي** مد اور ہمزہ

کے بغیر پڑھا، جہاں اُن کا ترک ہمزہ صرف اس لئے ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو ہمزہ مکسور

جمع ہوئے، باقی قراء نے ترک ہمزہ کے ساتھ **النَّبِيِّ** پڑھا، جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ

پڑھا، اُن کے نزدیک لفظ ”نبي“ **انبا** سے ماخوذ ہے، اس کا اسم فاعل **مُسِيٌّ** ہے اور **نبي** کی

جمع صرف انبیاء آتی ہے اور ہمزہ کے ساتھ **نبي** کی جمع **نَبِيَّاءُ** بھی آتی ہے، حضرت عباس مرداس



سہمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہا ۔

يَا حَاتِمَ الْبُيَّاءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ

بِالْحَقِّ كُلُّ هُدًى السَّبِيلِ هُدَاكَ

(یعنی اے خاتم النبیین بے شک آپ رسول برحق ہیں، راہِ نجات کی ہر ہدایت آپ کی

ہدایت ہے)

یہ معنی قرآنہ بالہمزہ کے ہیں اور ترک ہمزہ کے قائلین میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا

اختلاف ہمزہ سے مانا، پھر ہمزہ کی تسہیل کردن اور بعض نے کہا **سَا يَنْبُو** سے مشتق ہے جس کے

معنی **ظہر** ہیں اور **سِي بُوَة** سے ماخوذ ہے، **بُوَة** کے معنی ہیں ”بلندی“ لہذا نبی کا مرتبہ بلند

ہوتا ہے۔

آگے چل کر فرمایا:

وَيُرَوَّى أَنَّ رَجُلًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيُّدَ اللَّهِ.

وَهَمَزٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِسَيِّدِ اللَّهِ، وَهَمَزٌ وَلَكَسِي بِسَيِّدِ اللَّهِ.

وَلَمْ يَهْمَزْ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ ضَعْفٌ سَدُّ هَذَا الْحَدِيثِ وَمِمَّا يَقْوَى ضَعْفُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ

السَّلَامُ قَدْ انْشَدَهُ الْمَادِحُ، يَا حَاتِمَ الْبُيَّاءِ وَلَمْ يُؤْثَرْ فِي ذَلِكَ انْكَارٌ.

مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: **السَّلَامُ**

**عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ اللَّهِ** اور لفظ نبی کو ہمزہ سے ادا کیا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا!



میں ہمزہ کے ساتھ **نسی** اللہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر **نسی** اللہ ہوں، ابوعلی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے، امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور کی مدح کرنے والے شاعر (صحابی) نے حضور کو مخاطب کر کے **حاتم النبأ** کہا (جب کہ **نبأ** صرف ہمزہ کے ساتھ لفظ **نسی** کی جمع کے لئے آتا ہے) اور اس میں حضور کا انکار منقول نہیں ہوا، اتنی (قرطبی، ج ۱، ص ۴۳۱)

امام قرطبی کی اس عبارت سے لفظ **نسی** کی قرأۃ بالہمزہ اور **انباء** سے اس کے مشتق ہونے پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آگئی کہ وہ منبر کے معنی میں ہے اور لفظ انبیاء نبی بالہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں کی جمع ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابی نے نبی کو مخاطب کر کے ہمزہ کے ساتھ **”حاتم النبأ“** کہا ہے، اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ہوتا تو فوراً انکار کر دیتے، سب سے اہم بات جو امام قرطبی کی اس عبارت سے ثابت ہوئی یہ ہے کہ جس روایت میں رجل اعرابی کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار فرمانا منقول ہے، صحیح نہیں، بلکہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف کی دلیل حضرت عباس بن مرداس کا مذکورہ بالا شعر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ امام قرطبی کے مطابق اعرابی کی روایت مذکورہ کو دیگر علماء بالخصوص ائمہ لغت نے بھی امام حاکم کی تصحیح کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ امام حاکم محدثین کے نزدیک تصحیح میں متساہل ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ ائمہ لغت کی عبارات کے ضمن میں ہم اس پر دلائل قائم کریں گے۔





معاند کی یہ انتہائی خیانت ہے کہ اُس نے ائمہ لغت کی عبارات سے وہ حصہ نقل کیا جو اُسے مفید مطلب نظر آیا، حالانکہ وہ ہرگز اُسے مفید نہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱۲) امام اشیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الشہر بابی حیان (اندلسی) اپنی تفسیر

میں فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ نَافِعٌ يَهْمَزُ النَّبِيِّ وَالنَّبِيَّاءَ وَالنَّبُوَّةَ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَدَلْ  
وَأَدْعِمَ فِي الْأَخْرَابِ فِي "وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ" وَفِي "لَا تَذْ حُلُوهَا بَيُوتُ النَّبِيِّ  
إِلَّا أَنْ يُؤَدَّنَ لَكُمْ" فِي الْوَسْطِ وَقَرَأَ مُنْهَرَجًا بِمَنْزِلِ مَنْزِلِ النَّبِيِّ (البحر المحيط،

ج ۱، ص ۳۷)

یعنی نافع نے **النَّبِيِّ** اور **النَّبِيَّاءَ** اور **النَّبُوَّةَ** سب کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، لیکن قالون نے سورۃ احزاب کی دو آیتوں "**وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ**" اور **لَا تَذْ حُلُوهَا بَيُوتُ النَّبِيِّ** میں حالت وصل میں ابدال اور ادغام کیا اور جمہور نے بغیر ہمزہ کے پڑھا۔ اُنھی۔

حضرات محدثین اور ائمہ لغت حدیث نے بھی لفظ نبی کو **نَبِیْاً** سے، خود مانا ہے اور نبی کے معنی **محبوب عن اللہ** اور **نبوة** کے معنی **اطلاع علی الغیب** لکھتے ہیں۔

(۱۳) محدث جلیل امام لغت حدیث علامہ الشیخ محمد طاہر صاحب "مجمع بحار الانوار"

لفظ نبی اللہ کے تحت فرماتے ہیں

هُوَ بِمَعْنَى قَاعِلٍ مِنَ النَّبَا "الْحَبْرُ لِأَنَّهُ أَبَا عَنْ اللَّهِ يَخُورُ تَحْقِيفُ هَمْزِيَّتِهِ



## وَتَحْقِيقُهَا۔

(یعنی لفظ نبی اللہ میں نبی فاعل کے معنی میں ہے **بَا** سے ماخوذ ہے، **بَا** خبر کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی، لفظ نبی کے امزہ کی تخفیف و تحقیق دونوں جائز ہیں)۔ اس کے بعد فرمایا:

وَقِيلَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ السَّابِقَةِ وَهُوَ الشَّيْءُ الْمُرْتَفِعُ وَمِنَ الْمَهْمُوزِ شَعْرُ ابْنِ مَرْدَاسٍ "يَا خَاتِمَ الْبَاءِ أَتُكُ مُرْسِلٌ" انتہی (مجمع بحار الانوار، ج ۳، ص ۳۲۹)

(یعنی بعض نے کہا **سابقہ** سے مشتق ہے اور وہ شے مرتفع ہے اور مہموز سے عباس بن مرداس کا یہ شعر ہے **يَا خَاتِمَ الْبَاءِ أَتُكُ مُرْسِلٌ** "اے خاتم النبیین! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں)

یہ پورا شعر ہم قرطبی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں، جس کو انہوں نے ایک اعرابی کے **یا نبی اللہ** کہنے اور **نبی** بالہمزہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی روایت کے ضعیف ہونے کی تائید میں نقل کیا ہے، صاحب مجمع بحار الانوار نے بھی نقل کر کے اس روایت کے ضعیف کی طرف اشارہ کر دیا، جس کی تائید مزید وضاحت کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ "تاج العروس" کی عبارات سے قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

(۱۴) متکلمین نے بھی **بسی** اصطلاحی کو **بَا** سے مشتق مانا ہے، شرح مواقف میں



۴

”النَّبِيُّ“ وَاشْتِقَاقُهُ مِنَ النَّبَاِ فَهُوَ جَيِّدٌ مَهْمُوزٌ لَكِنَّهُ يَخَفُّ وَيُذْغَمُ  
وَهَذَا الْمَعْنَى حَاصِلٌ لِمَنْ اَشْتَهَرَ بِهَذَا الْاِسْمِ لِاِسْمِ لَانْبَانِهِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَقِيلَ  
النَّبِيُّ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ الْاِرْتِفَاعُ اِنْتَهَى (شرح مواقف، ح ۸، ص ۲۱۷)  
(النَّبِيُّ کا اشتقاق نَبَا سے ہے، ایسی صورت میں وہ مہموز ہے، لیکن اسے مخفف اور  
مذغم کر دیا جاتا ہے اور یہ معنی ہر اس مقدس انسان کے لئے حاصل ہیں جو نبی کے نام سے مشہور  
ہوا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے، اور کہا گیا کہ النَّبِيُّ، النَّبُوَّة سے مشتق ہے،  
جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ انجی۔)

(۱۵) شرح عقاید نسفی کے شارح علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی  
۱۲۳۹ھ) نے لفظ نبی کے اشتقاق میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد بطور محاکمہ ”شرح  
الشافیہ“ کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

جَاءَ النَّبِيُّ مَهْمُوزًا فِي الْقُرْءَانِ السُّعِ وَالْثَّانِي بَأَنَّ الْحَدِيثَ غَيْرُ  
صَحِيحٍ وَإِنْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ لِأَنَّ فِي سِدِّهِ خَمْرًا مِنْ عُلَاقَةِ الشَّيْغَةِ وَلَوْ سُبِّمَ  
فَلَعَلَّ الْأَعْرَابِيَّ ارَادَ اِشْتِقَاقَهُ مِنْ بَأَثِ الْأَرْضِ اِذَا حَرَجْتَ مِنْهَا إِلَى الْأُخْرَى -  
(نبراس، ص ۸)

(یعنی لفظ ”النَّبِيُّ“ ہمزہ کے ساتھ قرءات سبعہ میں سے ہے اور دوسرے یہ کہ





اعرابی کی حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسے حاکم نے روایت کیا، کیونکہ اس کی سند میں حمران ہے، جو غلام شیعہ سے ہے اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تو اعرابی کے **نبی اللہ** کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس لئے نہیں تھا کہ لفظ نبی مہموز نہیں، بلکہ اعرابی نے عرب کے ایک ہی ورے ”**نِباءُ الثَّأْرِ**“ (میں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلا) سے اخذ کر کے **خارج** کے معنی میں، ہمزہ کے ساتھ حضور کو **نبی** کہا تھا، جس پر حضور نے انکار فرمایا۔ اٹھی)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ **نبی** ہمزہ کے ساتھ **نبأ** سے ماخوذ ہے اور یہ قراءات سب سے ہے، اعرابی کی حدیث سے اس کے خلاف استدلال صحیح نہیں، کیونکہ وہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے خود غیر صحیح ہے۔

(۱۶) لَفَتْ قُرْآنَ کے امام علامہ راغب اصفہانی ”نبوة“ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**السُّبُوءَةُ سَفَارَةٌ بَيْنَ اللَّهِ وَتَبَىٰ ذَوِي الْعُقُولِ مِنْ عِبَادِهِ بِأَرَاخَةِ عَلَنَتِهِمْ فِي أَمْرِ مَعَادِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ وَالتَّبَىٰ لَكَوْ بِهِ مُبَيَّنًا بِمَا تَسْكُنُ إِلَيْهِ الْعُقُولُ الذِّكِّيَّةُ وَهُوَ يُصَحُّ أَنْ يَكُونَ فَعِيلًا بِمَعْنَى الْمَفْعُولِ لِقَوْلِهِ بَنَّا نَبِيَّ الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ۔** (مفردات، ص ۴۹۹)

(نبوة اللہ تعالیٰ اور اُس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو اُن



کے تمام دنیوی اور اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے، اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے، لفظ نبی کا فعل بمعنی **فاعل** ہونا بھی صحیح ہے، جس کی دلیل یہ دو آیتیں ہیں: ”**نَبِيٌّ عِبَادِي**“ (میرے بندوں کو خبر دیجئے) اور **فُلٌ أَوْ نَسُكُم** (فرما دیجئے کیا میں تمہیں خبر دوں؟) اور بمعنی مفعول بھی ہو سکتا ہے جس کی دلیل ”**نَبَاسِي الْعَلِيمِ الْحَبِيرِ**“ ہے (یعنی عظیم، خیر نے مجھے خبر دی)

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وقال بعضُ العُلماء هو من السُّوءِ اى الرِّفْعَةِ وَسُمِّيَ نَبِيًّا لِرَفْعَةِ مَنْجَتِهِ عَنْ سَائِرِ النَّاسِ الْمَذْلُومِ عَلَيْهِ، وَرَفْعَهُ مَكَانًا عَدِيًّا، فَالْأَبْيُّ بَعْدَ الْبَلُغِ مِنَ النَّبِيِّ بِالْهَمَزِ لِأَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ مُبَيَّنٍّ رَفِيعٍ الْقَدْرِ وَالْمَحَلِّ۔

(بعض علماء نے کہا کہ لفظ نبی **سوء** سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ”**رفعة**“ اور وہ نبی کے نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ باقی سب لوگوں سے اس کا مقام بلند ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا قول ”**وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَدِيًّا**“ دلالت کرتا ہے، لہذا نبی بغیر ہمزہ کے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبی** سے ابلغ ہے، کیونکہ ہر **مُنبئ** (خبر دینے والا) رفیع القدر و المحل نہیں ہوتا۔ اچھی)۔  
(مفردات، ص ۵۰۰)

یہاں زیادہ معنی کی وجہ سے لفظ ”ابلغ“ استعمال ہوا ہے، بلاغت کے اعتبار سے نہیں،



جیسا کہ معاند نے سمجھا، کیونکہ بلاغت کلمہ کی صفت نہیں، بلکہ کلام کی صفت ہے۔

(۱۷) دیکھئے قاضی بیضاوی نے **الرحمن کو الرحیم** سے محض زیادۃ معنی کی وجہ

سے ابلغ کہا ہے۔ (بیضاوی، ص ۵)

اس کے بعد لفظ **”النسی“** کے ماخذ اشتقاق اور اس کے معنی کی وضاحت کے لئے ہم

ائمۃ لغت عرب کی عبارات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱۸) اہم لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں:

**وَالنَّبِيُّ الْمُخْبِرُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَرَكَ الْهَمْزُ الْمُخْتَارُ جَمْعُهُ أَنْبَاءٌ وَنُبَاءٌ**

**وَأَنْبَاءٌ** ”وَالنَّبِيُّ“ وَالْأَسْمُ النُّبُوَّةُ۔ انتہی (القاموس المحیط، ج ۱، ص ۲۹)

(یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو **”نبی“** کہتے ہیں اور ہمزہ کا ترک مختار

ہے، اس کی جمع **انبیاء و نباء و انباء** اور اسم **النبوۃ** ہے۔ انتہی۔

صاحب قاموس کے علاوہ بعض دیگر علماء اور ائمۃ لغت نے بھی ترک ہمزہ کو مختار کہا ہے

جس کے معنی معاند نے غلط سمجھے، ترک ہمزہ کا مختار ہونا محض کثرت استعمال میں تخفیف کی وجہ

سے ہے، ورنہ تو اتر کے اعتبار سے لفظ **النبی** یا ہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں مختار ہیں، کیونکہ دونوں

قرأت سب سے متواترہ میں سے ہیں، جیسا کہ ائمہ مفسرین کی عبارات سے ہم ثابت کر چکے ہیں

اور اس پر مزید کلام آگے بھی آ رہا ہے۔

تنبیہ ضروری؛ قاضی بیضاوی نے **مالک یوم الدین** میں **مالک** کی قرأۃ پر





**مَلِك** کی قرأۃ کو ترجیح دیتے ہوئے ”وَهُوَ الْمُحْتَار“ کہا۔

(۱۹) جس پر محشی نے علامہ شہاب الدین خفاجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

**الْأُولَى أَنْ لَا يُوصَفَ أَحَدُهُمَا بِالْمُحْتَارِ لِمَا يُؤْهِمُ أَنَّ الْأُخْرَى بِخِلَافِهِ**

**مَعَ أَنَّ الْقُرَاءَتَيْنِ مُتَوَاتِرَتَانِ۔**

(یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک قرأۃ کو مختار نہ کہا جائے، کیونکہ اس سے یہ

وہم پیدا ہوتا ہے کہ دوسری قرأۃ مختار نہیں، باوجودیکہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔ (بیضاوی

حاشیہ ۵، ص ۷)

(۲۰) شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی کے قول **وَهُوَ الْمُحْتَار** پر کلام کرتے ہوئے

لکھا کہ مصنف نے اپنی قرأۃ **مَلِك يَوْمَ الذِّبْنِ** کو مختار کہہ کر اُسے ترجیح دی اور اسی طرح

**مَالِك يَوْمَ الذِّبْنِ** کی قرأۃ والوں نے اپنی قرأۃ کو دوسری قرأۃ پر ترجیح دی اور ایسی ترجیح

جس سے دوسری قرأۃ کا ساقط ہونا ظاہر ہوتا ہے: ”وَهَذَا غَيْرُ مَرْصُوعٍ لِأَنَّ كِلَيْهِمَا

**مُتَوَاتِرَةٌ**“ یعنی یہ ناپسندیدہ ہے، اس لئے کہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ دو متواتر قرأتوں میں سے ایک قرأۃ کو اس طرح ترجیح دیتے ہوئے مختار

کہنا کہ دوسری قرأۃ کا غیر مختار ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کا وہم پیدا ہوتا ہو، پسندیدہ نہیں۔

معاند کی جسارت ملاحظہ فرمائیے کہ اُس نے **نَبِيٍّ**، **بِإِلْهِمُ** کی قرأۃ متواترہ کو

فصاحت و بلاغت کے خلاف سمجھا، یہاں تک کہ نعوذ باللہ اُسے لغتِ ردی قرار دے کر بالکل ہی



ساقط کر دیا، جب کہ **نبی** بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قراءتیں متواترہ ہیں۔

ہمزہ کے ساتھ **النبی** امام نافع کی قرأۃ ہے جو قراءۃ سبعہ متواترہ سے ہے، جیسا کہ ہم تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور تفسیر بحر محیط کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں۔

(۲۲-۲۱) ائمۃ قراء سبعہ اور ان کی قراءۃ آت کا بیان اور یہ کہ امام نافع قراء

سبعہ میں شامل ہیں اور اہل مدینہ نے ان کی قرأۃ کو اختیار کیا، نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تفسیر اتقان، جزء اول، ص ۸۲ اور منال العرفان، جزء اول، ص ۴۰۹ میں مرقوم ہے۔

(۲۳) تفسیر اتقان، جزء اول، ص ۸۳ میں یہ تصریح بھی موجود ہے:

**لَاَنَّ السَّبْعَ لَمْ يُخْتَلَفْ فِي تَوَاتُرِهَا** (یعنی قراءۃ آت سبعہ کے متواتر ہونے میں

کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

(۲۴-۲۵) لسان العرب، جلد ۱، ص ۱۶۳، تاج العروس، جلد ۱، ص ۱۲۲ میں ہے

**وَقَالَ الْفَرَّاءُ النَّبِيُّ هُوَ مَنْ أَبَا عِي اللَّهِ فَتُرِكَ هَمْزُهُ قَالَ وَإِنْ أُخِذَتْ مِنَ**

**السُّوِّةِ وَالسَّوَاةِ وَهِيَ الْإِزْتِفَاعُ أَيَّ أَنَّهُ اشْرَفَ عَلَى سَائِرِ الْخَلْقِ فَاصْلُهُ غَيْرُ**

**الْهَمْزِ. انْتَهَى**

سیبویہ کے نزدیک بھی لفظ **”نسی“** اصل میں مہوز اللام ہے۔

(۲۶) دیکھئے شرح شافیہ میں ہے :

وَكَذَا النَّبِيُّ أَصْلُهُ عِنْدَ سَيُوبِهِ الْهَمْزُ (شرح شافیه، جلد اول، ص ۲۱۲،

طبع بیروت)

(نبی کی اصل سیبویہ کے نزدیک ہمزہ کے ساتھ ہے)

(۲۷) صاحب نیراس نے بھی فرمایا کہ سیبویہ اور دیگر محققین کا مذہب یہ

ہے کہ نبی (بالہزۃ) مہوز اللام ہے (نیراس، ص ۸)

سیبویہ کا یہ مذہب مذکور کہ لفظ نبی ماخذاً ہے اور مہوز اللام ہے۔

(۲۸-۲۹) لسان العرب، جلد اول، ص ۱۶۳، تاج العروس، ج ۱، ص ۱۴۱-۱۴۲

میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے، اسی وضاحت کے ضمن میں علامہ زبیدی نے فرمایا :

”قَالَ سَيُوبَةُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا وَيَقُولُ نَبًّا مُسَيَّمَةً بِالْهَمْزِ عَيْرِ

أَنَّهُمْ تَرَكَوْا فِي النَّبِيِّ الْهَمْزَ“۔

(یعنی سیبویہ نے کہا کہ عرب کا ہر شخص ”نَبًّا مُسَيَّمَةً“ ہمزہ کے ساتھ کہتا ہے، بجز

اُس کے کہ انہوں نے ”النَّبِيُّ“ میں ہمزہ ترک کر دیا ہے۔

معاند نے ”تاج العروس“ سے سیبویہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے انتہائی خیانت اور

عبارت میں قطع مزید سے کام لیا۔

(۳۰) تاج العروس کی اصل عبارت یہ ہے :

”وَقَالَ سَيُوبَةُ الْهَمْزُ فِي النَّبِيِّ لَعْنَةُ زِدِّيَّةٍ يُعْبَى لِقَنَةِ اسْتِعْمَالِهَا لِأَنَّ



یعنی سیبویہ نے کہا کہ لفظ **بسی** میں ہمزہ لغتِ ردیہ ہے، یعنی اس کی قلت استعمال کی وجہ سے، نہ اس لئے کہ قیاس **اس** سے روکتا ہے۔

معاند نے لغتِ ردیہ کے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور از روئے خیانت اُسے چھوڑ دیا، کیونکہ لفظِ ردیہ کے معنی پر اُس سے روشنی پڑتی تھی۔

صاحب تاج العروس نے ”**بسی** لقلۃ استعمالها“ کہہ کر سیبویہ کی مراد ظاہر کی کہ صرف قلت استعمال کی بنا پر اُسے لغتِ ردیہ کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ قیاس اُس سے روکتا ہو۔

(۳۱) لسان العرب میں بھی یہی عبارت بلفظہا مرقوم ہے (لسان

العرب، ج ۱، ص ۱۶۲)

معاند کے ہاتھ کی صفائی دیکھئے کہ دونوں کتابوں کی عبارت منقولہ نقل نہیں کی، بلکہ صرف لغتِ ردیہ کا لفظ نقل کر دیا، محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمزہ کے ساتھ لفظ **بسی** ردی ہونے کی وجہ سے لغتِ قرآن میں نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح زجاج کے قول میں ”**والا جود ترک الہمزہ**“ کے معنی بھی یہ نہیں کہ ہمزہ کے ساتھ ”**النبی**“ جید نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ اجود محض کثیر الاستعمال ہونے کے معنی میں ہے۔

سیبویہ اور زجاج دونوں کے قول کی مراد ظاہر ہے، سیبویہ نے ہمزہ کے ساتھ **النبی** کو قلیل الاستعمال کہا اور زجاج نے بغیر ہمزہ کے لفظ **نسی** کو اجود کہہ کر کثیر الاستعمال قرار دیا جسے





معاند نے اپنی جہالت سے جید کے خلاف سمجھا اور یہ نہ دیکھا کہ زجاج نے خود وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اہل مدینہ کی ایک جماعت نے ہمزہ کے ساتھ ”السبی“ پڑھا اور پورے قرآن میں اُن کی ”قراءة السی“ کے ہمزہ کے ساتھ ہے۔

(۳۲) علامہ زبیدی تاج العروس میں السی کے تحت فرماتے ہیں :

و فی النہایۃ فعیل بمعنی فاعل للمبالغۃ من الشأ ”الحبر لآئہ“ انباء عن  
 اللہ ائی احبر قال ویجوز فیہ تحقیق الهمز وتحفیضہ یقال نباء وانباء . انتہی۔  
 (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۱)

(یعنی نہایہ میں ہے کہ سبی، فعیل کے وزن پر فاعل کے معنی میں ہے، مبالغہ کے لئے یہ نبأ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر، اس لئے کہ نبی نے اللہ کی طرف سے خبر دی، صاحب نہایہ نے کہا کہ لفظ نبی میں ہمزہ کی تحقیق اور تخفیف دونوں جائز ہیں، محاورہ عرب میں کہا جاتا ہے: بئاً، وبئاً، وانباء یعنی اُس نے خبر دی۔ اٹھی)

معاند کی ایک اور خیانت ملاحظہ فرمائیے: کنز العمال سے حدیث اعرابی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا ”اے غیب داں! حضور نے فرمایا! میں غیب داں نہیں، میں تو رفیع المنزلۃ ہوں۔“

کنز العمال اُٹھ کر دیکھ لیجئے، اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ اعرابی نے حضور کو ”غیب داں“ کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں



تو ”رفع المنزلة“ ہوں، یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے اور اعرابی نے **یا خارج** **من مکة الی المدینة** کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ **نسی** اللہ کہا تھا، اسی معنی کے مراد لینے کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں ہمزہ کے ساتھ **نسی** اللہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر **نسی** اللہ ہوں۔

اگر معاند نے طنزاً ایسا لکھا ہے، تب بھی واقعہ کے اعتبار سے یقیناً یہ بہتان ہے، کیونکہ اس کا یہ لکھنا قطعاً خلاف واقع ہے۔

معاند کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج تک کسی بھی اہل حق نے نبی کا ترجمہ ”غیب داں“ کے لفظ سے نہیں کیا، نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا، تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور ان معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ صحیح ہے، اگرچہ ہم نے اپنے ترجمہ (البیان) میں محض اختصار کے پیش نظر یہ ترجمہ نہیں لکھا، لیکن قرآن مجید میں جہاں بھی لفظ نبی آیا ہے، ہمارے نزدیک اس کے مرادی معنی یہی ہیں جن کی صحت پر ہماری منقولہ عبارات اور ان کے علاوہ قرآنی آیات شاہد عادل ہیں۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:



دَلَّكَ مِنْ آبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرما رہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح يٰلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نُوحِيهَا إِلَيْكَ، یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں، نیز ارشاد فرمایا:

(۳۵) نَبِيُّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ  
میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں ہی غفور رحیم ہوں۔

معاند نے ہماری تمام عبارات منقولہ اور ان آیات قرآنیہ کو نظر انداز کر کے کہہ دیا کہ اصطلاحی نبی **بِإِسْمِ اللَّهِ** سے ماخوذ نہیں اور نبی اصطلاحی کے معنی مخبر عن اللہ نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلۃ ہیں اور یہ نہ سوچا کہ نبی کا رفیع المنزلۃ ہونا اور اس کا ایسا بلند مرتبہ والا ہونا کہ اس کے علاوہ اور کوئی انسان اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے، اسی امر پر مبنی ہے کہ وہ مبعوث من اللہ ہو کر مخبر عن اللہ ہے، اسی لحاظ سے نبی ایسا رفیع المنزلۃ ہے کہ کوئی غیر نبی اس کے مقام کو نہیں پاسکتا، ورنہ محض مرتبہ کے اعتبار سے بلند ہونا نبی کا خاصہ نہیں غیر نبی کے لئے بھی رفعت منزلت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کا ملین اور اہل علم کے درجے بلند فرمائے گا اور اس



میں شک نہیں کہ مومنین کا ملین اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں بلند درجے رکھتے ہیں، دیکھتے صالحین اور اولیائے کرام کے درجے عامۃ المسلمین سے بلند ہیں اور شہید کا درجہ بھی غیر شہید سے بلند ہے، صدیقین کے مراتب اور درجات شہداء سے بھی بلند ہیں، اور رفعت منزلت ان سب کے لئے ثابت ہے، لیکن نبی کی رفعت منزلت کو غیر نبی نہیں پاسکتا، اسی لئے ہم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ نبی کے مخبر عن اللہ اور رفیع المنزلہ ہونے میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

مگر افسوس کہ معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف رفیع المنزلہ قرار دے کر گویا اس کی رفعت منزلت کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔

معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی بڑے ہڈ دمد سے کی ہے اور اس نفی پر حدیث اعرابی کا سہارا لیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں، مستدرک سے امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے **”صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشُّبْحِيْنَ“** لیکن اپنے اس کلام میں ہر جگہ جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے بارے میں ہم تفسیر قرطبی سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، صاحب نبراس کی عبارت بھی ہم نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور **”عَلَى شَرْطِ الشُّبْحِيْنَ“** اسے صحیح لکھا، لیکن سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے راویوں میں ایک راوی حمران ہے جو غلاۃ شیعہ سے ہے۔

(۳۷) علاوہ ازیں امام زبیدی صاحب تاج العروس نے اسی حدیث اعرابی کے





بارے میں فرمایا :

"وَيَسْفَىٰ أَنْ تَكُونَ رِوَايَةُ انْكَارِهِ عَنِ صَحِيحَةٍ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ لِأَنَّهُ بَعْضُ شُعْرَائِهِ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ مُرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ قَالَ يَأْخُذُكُمْ الْبُيُوتُ  
وَلَمْ يَرُدَّ عَنْهُ انْكَارُهُ لِذَلِكَ۔"

(یعنی مناسب یہ ہے کہ اعرابی کی حدیث جس میں نبیؐ بالہزہ کا انکار رسول اللہ ص اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اسے غیر صحیح قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضور کے شعراء میں سے  
عباس بن مرداس سُلمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: **يَا أَخَاتِمَ النَّبِيَّاءِ** اور  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا انکار وارد نہیں ہوا) جب کہ **نُبَاءٌ بِي** کی جمع نہیں، بلکہ  
**نبیؐ بالہزہ کی جمع ہے**)

اس سے کچھ پہلے یہی امام زبیدی اس روایت کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ  
(۳۸) اس حدیث کے رواۃ میں حسین جعفی ہے جو شیخین کی شرط پر نہیں۔

**وَلِهَذَا صَعَفَةُ جَمَاعَةٍ مِنَ الْقُرَّاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَلَهُ طَرِيقٌ آخَرٌ مِّنْقَطِعٌ۔**

التہی

یعنی اسی لئے قُرَّاء و محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اس  
حدیث کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جو منقطع ہے۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)  
رہا یہ امر کہ امام حاکم نے اس کو صحیح علی شرط الشیخین کہا، تو یہ امام حاکم کا تساہل ہے۔



(۳۹) امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں :

وَأَعْتَنَى الْحَاكِمُ بِضَبْطِ الرَّائِدِ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مُتَسَاهِلٌ

یعنی امام حاکم نے مستدرک میں کوشش کی کہ وہ شرط شیخین پر زائد حدیثیں ضبط کریں اور وہ حدیث کی تصحیح میں متساهل ہیں۔

(۴۰) امام سیوطی نے اس کے تحت تدریب الراوی میں فرمایا :

قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا وَقَعُ لِلْحَاكِمِ التَّسَاهُلُ لِأَنَّهُ سَوَّدَ الْكُتَابَ

لِيُفَقِّحَهُ فَاُعْجِنَتْهُ الْمَسِيئَةُ ۵۱

یعنی شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ حاکم کے تساهل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک کا مسودہ تیار کیا تاکہ اس کی تنقیح کریں، لیکن اس سے پہلے ہی ان کی موت واقع ہو گئی۔ (تدریب مع تقریب، ص ۵۲)

معاند نے ان تمام عبارات و تصریحات علماء کو نظر انداز کر کے اپنی جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا۔ وَاللّٰهُ الْمُشْتَكِي

بالفرض حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، اس لئے کہ ہم علماء کی عبارات نقل کر کے بار بار تنبیہ کر چکے ہیں کہ اعرابی کے **يَا نَبِيَّ اللّٰه** ہمزہ کے ساتھ کہنے پر اس لئے حضور نے انکار نہیں فرمایا کہ اُس نے مخبر عن اللہ کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ **نَبِيَّ اللّٰه** کہا تھا، بلکہ صرف اس بناء پر حضور نے انکار فرمایا کہ اُس نے **يَا حَارِجُ**



مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ کے معنی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ یا نبی اللہ کہا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ لفظ **نَبِی** بالہمزہ لغت قریش سے نہ تھا۔

(۴۱) یہ محض توہم ہے، امام زبیدی ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِي صَرَّحَ بِهِ الْحَوْهَرِيُّ وَالصَّاعِقَانِيُّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا انْكَرَهُ لِأَنَّهُ ارَادَ بِمَا مِنْ خَرَجٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، لَا لِكَوْنِهِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نَعْتِهِ كَمَا تَوَهَّمُوا وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى لَا تَقُولُوا رَاعِا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا تَهْوَأُ عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا يَقْضِدُونَ اسْتِعْمَالَهُ مِنَ الرَّغْوَةِ لَا مِنَ الرَّعَايَةِ قَالَهُ شَيْخُنَا اه

یعنی حدیث اعرابی میں ہمزہ کے ساتھ **نَبِی** اللہ کہنے پر حضور کا انکار جوہری اور صاعقانی کی تصریح کے مطابق صرف اس لئے تھا کہ اعرابی نے **بِمَا مِنْ خَرَجٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ** کا معنی مراد لے کر صرف ”**خَارَج**“ کے معنی میں حضور کو **نَبِی** اللہ کہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس بناء پر نہ تھا کہ **نَبِی** بالہمزہ حضور کی نعت میں نہیں تھا، جیسا کہ لوگوں نے وہم کیا، اس تصریح کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول **لَا تَقُولُوا رَاعِا** سے ہوتی ہے، کیونکہ **رَاعِا** کہنے کی نہیں صرف اس وجہ سے تھی کہ یہود رعایت کی بجائے رعوت سے مشتق کر کے حضور کو **رَاعِا** کہتے تھے، یہ بات ہمارے شیخ نے فرمائی اھ۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اگر حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ



معاند کا سہارا نہیں بنتی، کیونکہ جس معنی پر حضور نے انکار فرمایا، ان معنی میں لفظ نبی قرآن و حدیث میں مستعمل نہیں ہوا، آخر میں معاند کا یہ کہنا کہ جو ہری نے اپنی صحاح میں نبی کو فاعیل بمعنی مفعول نہ کہ بمعنی فاعل فرما کر ہماری تائید فرمائی، عجیب مضحکہ خیز ہے۔

جب اس لفظ **نبی** کو غیر جید غیر فصیح اور لغت ردی کہہ کر اسے ساقط کر دیا، تو اب جو ہری کی عبارت ہے **اے** کیا فائدہ پہنچی؟ پھر یہ کہ جو ہری نے فاعیل بمعنی مفعول ضرور کہا، لیکن بمعنی فاعل کی نفی نہیں کی اور دیگر ائمہ لغت کی تصریحات ہم اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے بمعنی فاعل بھی کہا جو معاند کے مسلک کی نفی صریح ہے۔

اس کے بعد ہم معاند کی ایک اور جہالت و خیانت کا پردہ بھی چاک کر دینا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبی** کی نفی کی تائید میں کیا ہے، کہتا ہے کہ قرآن مجید میں **نبی** بلا ہمزہ آیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی نبی بلا ہمزہ فرمایا، حدیث کی بحث تو ابھی تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے آچکی ہے، رہا یہ امر کہ صحائف قرآنیہ میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف **مَا لِكُ يَوْمَ الدِّينِ** آیا ہے، **مَلِكُ يَوْمَ الدِّينِ** نہیں آیا، اسی طرح **خَاتَمُ النَّبِيِّينَ** آیا ہے، **خَاتَمُ النَّبِيِّينَ** نہیں آیا، لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ **مَا لِكُ** اور **مَلِكُ** دونوں قرأتیں متواتر ہیں، نیز **خَاتَمُ** اور **خَاتَمُ** بھی ہر دو متواتر قرأتیں ہیں، تو اس کے بعد محض اس بنا پر کہ صحائف قرآنیہ میں صرف ایک قرأت لکھی ہے، دوسری متواتر قرأت کا انکار کسی اہل علم، بلکہ عام مسلمان کے نزدیک بھی جہالت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔





ہم ثابت کر چکے ہیں نبی باللہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں ہیں، ایسی صورت میں معاند کا لفظ نبی بلا ہمزہ کا انکار جہالت و خیانت نہیں تو کیا ہے؟

ہمارے اپنے مسلک کی تائید کے لئے اختصار کے ساتھ دلائل کا پیش کر دینا بھی کافی تھا، لیکن ائمہ مفسرین و محدثین علماء لغت قرآن و حدیث و متکلمین اور ائمہ لغت عرب کی ان تفصیلی عبارات کو محض اس لئے نقل کیا گیا کہ معاند کی خیانت واضح ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

ہماری منقولہ عبارات کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہر جگہ ہماری تائیدی عبارات پہلے مذکور ہیں، تمہیں معاند نے از روئے خیانت نقل نہیں کیا، صرف قول مؤخر کو اپنی تائید میں سمجھ کر نقل کر دیا جو فی الواقع اس کے مفید مطلب نہیں، جیسا کہ ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

معاند نے اپنی ساری قوت اس غلط نظریہ کو ثابت کرنے میں صرف کر دی کہ اصطلاحی نبی نبأ سے ماخوذ نہیں اور اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی صرف رفیع المنزلہ ہیں۔

ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ لفظ ”نبی“ کے اصطلاحی معنی مبعوث من اللہ ہو کر ”مُخْبِرٌ یَاْمُخْبِرُ عَنْ اللّٰہِ“ ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا، اور اُس کا رفیع المنزلہ ہونا اسی امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر خبر پانا یا خبر



دینا صرف نبی کی شان ہے، غیر نبی کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لئے علماء نے لفظ نبی کے اصطلاحی معنی خبر پانے یا خبر دینے والا تحریر کئے ہیں، جیسا کہ ہم تفصیلی عبارات ابھی نقل کر چکے ہیں۔

خلاصۃ الکلام کے طور پر ناظرین کرام معاند کے تینوں دعاوی ذہن نشین فرمائیں :

(۱) ایک یہ کہ نبی، نبی بمعنی خبر سے مشتق نہیں اور اس کے معنی ”خبر دینے والا“ ہر

گز نہیں، بلکہ وہ نَبُوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ”بلندی“، لہذا نبی کے معنی ہیں بلند مرتبہ۔

(۲) یہ کہ لفظ ”نبی“ ہمزہ کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

(۳) یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ ”نبی“

اللہ“ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہمزہ کے ساتھ نبی اللہ نہیں، بلکہ ہمزہ کے بغیر ”نبی اللہ“ ہوں، ہم نے اس کے تینوں دعوؤں کو دلائل کے ساتھ رد کر دیا اور ثابت کر دیا کہ :

۱۔ لفظ **نَبُوۃ** خود ”**اَنْبَاء**“ سے ماخوذ ہے اور لفظ ”**نبی**“ کا ماخذ **بأ** ہے اور نبی کے معنی

ہیں خبر دیا ہوا، اور ”خبر دینے والا“ اور اس کا بلند مرتبہ ہونا اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے **مُخْبِر** اور **مُخْبِر** ہوتا ہے۔

۲۔ اور ہم نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ قرآن مجید کی قرأت متواترہ میں ہمزہ کے

ساتھ نبی وارد ہے۔

۳۔ ہم نے اس حقیقت کو بھی بے نقاب کر دیا کہ اعرابی والی وہ روایت قابل اعتماد نہیں

ہے۔

اس کے بعد ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے مقتداء اور امام ابن تیمیہ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جنہوں نے معاند کے ان دعوؤں کو **ہباء منشور** کر کے رکھ دیا اور معاند کے لئے ذلت و خواری کے سوا کچھ نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمائیے، معاند کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

(۱) **وَالنَّبِيُّ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الْأَنْبَاءِ وَالنَّبِيُّ فَعِيلٌ وَفَعِيلٌ قَدْ يَكُونُ بِمَعْنَى**

**فَاعِلٍ أَيْ مُنْبِئٍ وَبِمَعْنَى مَفْعُولٍ أَيْ مُنْبِئٍ وَهَذَا هُنَا مَتَلَا زَمَانِ** (کتاب النبوة، طبع

www.alahazratnetwork.org

بیروت، ص ۳۳۳)

اور ”**نَبُوَّةٌ**“۔ **إِنْبَاءٌ** سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا اور ”نبی“ فَعِيل کے وزن پر ہے اور فَعِيل کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے، یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں یعنی ”خبر دیا ہوا“ اور یہاں یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں، یعنی خبر دینے والا ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔

آگے چل کر لکھتے ہیں :

(۲) **وَهُوَ مِنَ النَّبَاءِ وَاصِلُهُ الْهَمْزَةُ وَقَدْ قُرِئَ بِهِ وَهِيَ قِرَاءَةٌ نَافِعَةٌ يَقْرَأُ**

**النَّبِيُّ لَكِنْ لِكثِيرَةٍ اسْتِعْمَالِهِ لَيْسَتْ هَمْزَتُهُ كَمَا فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الدَّرِيَةِ وَفِي**

**الْبَرِيَةِ، وَقَدْ قِيلَ هُوَ مِنَ النَّبُوَّةِ وَهُوَ الْعُلُوُّ فَمَعْنَى النَّبِيِّ الْمَعْلَى الرَّفِيعُ الْمَنْزِلَةُ**

**وَالْتَحْقِيقُ أَنَّ هَذَا الْمَعْنَى دَاخِلٌ فِي الْأَوَّلِ فَمِنْ أَنْبَاءِ اللَّهِ وَجَعَلَهُ مُنْبِئًا عَنْهُ فَلَا**

يَكُونُ الْارْفِيعُ الْقَدْرَ عَلِيًّا۔ (کتاب النبوة، ص ۳۳۶)

”نبی“ ”نبا“ سے ماخوذ ہے، اس کی اصل ہمزہ ہے اور ہمزہ کے ساتھ اُسے پڑھا گیا ہے اور وہ نافع کی قراءۃ ہے جو اسے ہمزہ کے ساتھ ”نبی“ پڑھتے ہیں، لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو لین کے ساتھ یعنی ”نبی“ کی بجائے ”نبی“ پڑھا گیا جیسے ذرۃ اور برۃ کہ دونوں ہمزہ کی بجائے یا کے ساتھ پڑھے گئے، ایک قول یہ ہے کہ لفظ نبی نبوة سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ”بلندی“، ایسی صورت میں نبی کے معنی ہیں ”اونچا اور بلند رتبہ“۔

اور تحقیق یہ ہے کہ یہ معنی پہلے معنی میں داخل ہیں، کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور اُسے اپنی طرف سے خبر دینے والا بنایا، وہ وہی ہوتا ہے جو بلند رتبہ اور اونچا ہو۔ (کتاب النبوات، طبع بیروت، ص ۳۳۶)

(۳) پھر اعرابی کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں :

وَمَارَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا نَبِيُّ اللَّهِ وَلَسْتُ نَبِيَّ اللَّهِ فَمَا رَأَيْتَ لَهُ اسْتِئْذَانَ الْمُسْتِئْذِنِ وَلَا مَرْسَلًا وَلَا رَأْيْتَ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ وَلَا السِّيرِ الْمَعْرُوفَةِ وَمِثْلَ هَذَا لَا يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ۔ (کتاب

النبوات، للامام ابن تيمية، طبع بيروت، ص ۳۳۶/۳۳۷)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو روایت کی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (میں ہمزہ کے ساتھ) نبی اللہ نہیں، بلکہ (بغیر ہمزہ کے) نبی اللہ ہوں،



میں نے اس کی کوئی اسناد نہیں دیکھی، نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ میں نے کتب حدیث میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی اور نہ سیر معروفہ میں اس روایت کو میں نے دیکھا، اس جیسی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ناظرین کرام! یہی وہ ابن تیمیہ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے ”کل حدیث لا يعرفہ ابن تیمیہ فهو لیس بحدیث“، یعنی جس حدیث کو ابن تیمیہ نہیں پہچانتے وہ حدیث نہیں، آپ نے دیکھ لیا کہ معاند کے اسی امام ابن تیمیہ نے اُس کے تینوں دعاوی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں اور ان کا ابطال کر کے ہماری تصدیق و توثیق کر دی، سچ ہے ”الحق یعلو ولا یعلیٰ فللہ الحجۃ البالغة“۔

اب اس بحث کے اختتام پر ہم معاند کے قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک فیصلہ کن عبارت پیش کر رہے ہیں، آپ نے ”تخذیر الناس“ میں تحریر کیا :

(۳۲) ”جیسے نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے، صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی عقل بجز قول صادق قبول نہیں کرتی۔ اھ

(تخذیر الناس، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند، ص ۵-۶)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تخذیر الناس کی اس عبارت کے بعد بھی معاند کا یہ کہنا کہ ”اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلہ ہیں“ اپنے قاسم العلوم والخیرات کی تکذیب نہیں تو

کیا ہے؟۔

الحمد للہ بانی مدرسہ دیوبند نے اس کا سب کیا دھرا خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ فاعتبروا یا

أولی الابصار۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۸۵ء

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ